الفتاوی.............................بلال احمد مفتی جمعیت اہلحدیث بلتستان

## ☆......روزہ واجب ہونے کے لیے عمر کی قید۔

## ☆......روزہ کے فدیے کی قیمت۔

**سوال 1** : جولڑکا چودہ سال پورا کر کے پندرویں کے تیسرے چوتھے مہینے میں ہواس پر روزہ رکھنا فرض ہوگا یانہیں؟

**سوال 1**: روزہ میں دیے جانے والے فدیے کی قیمت کتنی ہوگی؟ مکمل سالن سمیت حساب ہوگا یا صرف نصف صاع خشک راشن کا؟ بینوا توجروا.

**جواب 1**: مرد وعورت دونوں کے لیے بلوغت کی علامتیں ہیں، اگر وہ علامتیں ظاہر ہو جائیں تو پندرہ سال کی کوئی ضرورت نہیں ہے،ان پر روزہ وغیرہ فرض ہو جاتے ہیں۔اور اگر بلوغت کی علامتیں ظاہر نہ ہوں تو پندرہ سال پورا ہونا ضروری ہے۔بلوغت کی عمر کی حد میں احادیث میں خمسة عشر کا ذکر ہے، ساڑھے چودہ،سوا چودہ پر خمسة عشر کا اطلاق نہیں ہوتا۔اس پر وہ لڑکا یا لڑکی روزہ وغیرہ کسی بھی فرض کا مکلف نہیں ہے۔الا یہ کہ وہ اپنی خوشی سے روزہ رکھے۔

فضیلۃ الشیخ شیخ عبدالرحمٰن جبرین (رکن کبار علماء سعودیہ) کا فتوی بھی اسی طرح ہے۔(هفت روزه الفرقان، الکویت شمارہ219)

**جواب 2**: علماء نے فدیہ صوم کی کئی صورتیں ذکر کی ہیں۔ایک صورت یہ کہ صبح شام کا کھانا تیار کرے اور کسی مسکین کو بلا کر کھلا دے، جتنے دن افطار کرنا ہے ایسا کرتا رہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ ایسا کرتے تھے۔میں نے التراث میں اس طرح کے سوال کے جواب میں ذکر کیا تھا کہ مولانا اسحاق چیمہ رحمہ اللہ فیصل آبادی بھی ایسا کرتے تھے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ خشک راشن مسکین کو دیدے، وہ خود تیار کر کے کھائے۔اس کی مقدار صاع النبی کے حساب سے نصف صاع (ایک کلو بیس گرام) اگر آٹا یا چاول ہو تو ربع صاع (نصف کلو دس گرام) بھی دیے جاسکتے ہیں اور اپنی حیثیت اور ماحول کے مطابق سالن کا انتظام بھی کردے اور اسی حساب سے قیمت لگا کر پیسے ادا کرے۔

☆☆☆☆☆

قسط: 2

# صحابہ واہل بیت کی باہمی محبت

عبدالرحیم روزی

## ۸۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ!

آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی توقیر وتعظیم کے بارے میں بطور تاکید فرمایا: (اوصیکم فی أصحاب رسول اللہ ﷺ لاتسبوھم، فانھم أصحاب نبیکم وھم أصحابہ الذین لم یبتدعوا فی الدین شیئا ولم یوقروا صاحب بدعة نعم أوصانی رسول اللہ ﷺ فی ھؤلاء) ''اے لوگو! میں تمہیں صحابہ کرام کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان پر تبرابازی مت کرو، یہی لوگ تمہارے نبی ﷺ کے اصحاب ہیں یہ وہ اصحاب ہیں جنہوں نے دین کے نام سے کوئی بدعت ایجاد نہیں کی، نہ کسی بدعتی کی تعظیم کی۔ ہاں رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں مجھے وصیت (تاکیدی نصیحت) فرمائی ہے۔'' (المجلسی عن الطوسی، حیاۃ القلوب ۲/۶۲۱، الثناء المتبادل بین الآل والأصحاب ص ۴۵ نقلاً عن بحار الأنوار ۲۲/۳۰۶) یہ بات نہایت یقینی اور واضح ہے کہ آپ کے مخاطب آپ کے رفقاء، افواج، بیعت کرنے والے اور پیچھے نماز پڑھنے والے لوگ تھے۔ صحابہ کرام پر لعنت کرنے اور تبرابازی کی یہ ممانعت انہی الفاظ ومعانی کے ساتھ آپ ﷺ سے متواتر معنوی کی حد تک کتب حدیث میں موجود ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عبادت اور دین وعقیدت کے نام پر شخصیت پرستی یا شریعت مطہرہ میں بدعات وخرافات ایجاد کرنا سخت قابل نفرت عمل تھا۔ جس کی آپ نے زندگی بھر مخالفت کی۔ لیکن: قد تجری الریاح بما لاتشتھی السفن.

۹۔ آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی بے مثال جہادی قربانیوں اور کافر عزیز واقارب کی پرواہ نہ کرنے کی جرأتوں کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا (ولقد کنا مع رسول اللہ ﷺ نقتل آباء نا وأبناء نا واخواننا واعمامنا مایزیدنا ذلک الا ایمانا وتسلیما ومضیا علی اللقم وصبرا علی مضض الالم جداً فی جھاد العدو...... ) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو کر اپنے باپ، بیٹوں، بھائیوں اور چچاؤں کو قتل کرتے تھے۔ اس سے ہمارا ایمان بڑھتا تھا، اطاعت اور راہ حق کی پیروی میں اضافہ ہوتا تھا اور کرب والم کی سوزشوں پر صبر میں اضافہ

ہو جاتا اور دشمنوں سے جہاد کرنے کی کوششیں بڑھ جاتی تھیں۔ہم میں سے ایک شخص اور دشمن کی فوج کا ایک سپاہی مردانہ وار بھڑتے تھے اور جان لینے کے لئے ایک دوسرے پر جھپٹ پڑتے تھے کہ کون اپنے حریف کو موت کا پیالہ پلاتا ہے۔کبھی ہماری جیت ہوتی تھی اور کبھی ہمارے دشمن کی۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے ہماری نیتوں کی سچائی دیکھ لی،تو اس نے ہمارے دشمنوں کو رسوا اور خوار کر دیا۔اور ہماری نصرت و تائید فرمائی، یہاں تک کہ اسلام سینہ ٹیک کر اپنی جگہ جم گیا اور اپنی منزل پر برقرار ہو گیا۔اللہ کی قسم !اگر ہم بھی تمہاری طرح کرتے تو نہ کبھی دین کا ستون گڑتا اور نہ ایمان کا تنا برگ و بار لاتا۔اللہ کی قسم! تم اپنے کیے کے بدلے میں دودھ کے بجائے خون دوہتے اور آخر تمہیں ندامت و شرمندگی اٹھانا پڑے گی۔''(نهج البلاغة، خطبه ٥٦ ص ١٥٨)

داماد رسول سیدنا علی بن ابی طالب کی یہ بلیغ اور اثر آفرین مدح و ثنا صحابہ کرام کے بارے میں وارد اس آیت ربانی کی عکاسی کرتی ہے:﴿لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الأخر يوآدون من حآد الله ورسوله ولو كانوا آبآء هم أو أبناء هم أو اخوانهم أو عشيرتهم اولئك كتب في قلوبهم الايمان وأيدهم بروح منه ويدخلهم جنّٰتٍ تجري من تحتها الأنهٰر خٰلدين فيها رضى الله عنهم ورضوا عنه اولئك حزب الله الآ إن حزب الله هم المفلحون﴾ (المجادلة ٢٢)

يوم الفرقان يوم التقى الجمعان یعنی غزوہ بدر میں جناب ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کافر باپ جراح کا کام تمام کر دیا۔ جناب سید الشہداء امیر حمزہ ،بن حضرت علی اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم نے اپنے ہی قریشی بھائیوں عتبہ،شیبہ اور ولید کا خاتمہ کر دیا۔صدیق اکبر نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی لحاظ داری کی بات سن کر کہا کہ اس کے برعکس اگر تو اس دن میری تلوار کی زد میں آتا تو میں کبھی قتل سے دریغ نہ کرتا۔حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کیا اور قیدی بھائی ابوعزیز کے متعلق انصاری سے کہا کہ اس کی مشکیں خوب کس لو اس کی ماں دولتمند ہے خوب پیسہ ملے گا۔حضرت عمر نے بھی اس دن اپنے ایک عزیز کو قتل کر دیا۔اسی لیے اس آیت کی شان نزول میں کہا گیا ہے کہ﴿ولو كانوا آبآء هم﴾حضرت ابوعبیدہ کے بارے میں اتری ہے،﴿او ابناء هم﴾صدیق اکبر کے بارے میں ﴿أو اخوانهم﴾ مصعب بن عمیر کے بارے میں ﴿أو عشيرتهم﴾ حضرت عمر،حضرت حمزہ،حضرت علی اور حضرت ابوعبیدہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(تفسیر ابن کثیر)اسی ترتیب کے مطابق سبب نزول نہ بھی ہو تب بھی صحابہ کرام آیت کریمہ کے مکمل مصداق اور عملی تفسیر تھے۔

۱۰۔آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی دنیا سے بے رغبتی اور بے نظیر زہد وتقوی کے پہلو کو نمایاں کرتے ہوئے محمد بن ابی بکر گورنر مصر کو لکھا:(و اعلموا عباداللہ ! ان المتقین ذھبوا بعاجل الدنیا و آجل الآخرۃ ،فشارکوا أھل الدنیا فی دنیاھم،ولم یشارکھم أھل الدنیا فی آخرتھم،سکنوا الدنیا بأفضل ماسکنت واکلوھا بأفضل ما أکلت) ''اللہ کے بندو! جان لو کہ متقین جلد فنا ہونے والی دنیا اور دیرپا آخرت کو لے کر رخصت ہوگئے۔انہوں نے دنیا والوں سے ان کی دنیا میں شراکت اختیار کی ،جبکہ دنیا والوں نے ان کی آخرت میں شراکت اختیار نہیں کی ،وہ دنیا میں بہتر طریقے سے ٹھہرے اور کھائے۔پس انہوں نے دنیا سے آسودہ حال لوگوں کی طرح حصہ حاصل کیا اور انہوں نے وہ تمام فوائد سمیٹ لیے جو ظلم و جبر اور فخر وغرور والوں نے حاصل کیے۔پھر دنیا سے آخرت کے لئے کافی زادراہ اور کامیاب تجارت کر لوٹے۔دنیا میں زہد وقناعت سے مالا مال ہوئے۔ ان کو یقین تھا کہ آخرت میں وہ اللہ کے پڑوسی ہونگے۔ان کی کوئی دعا مسترد نہ ہوتی تھی نہ لذت وسرور کے حصہ میں کمی آتی۔'' (نھج البلاغۃ، ۶۷۶/۳ مکتوب ۲۷)

۱۱۔ آپ رضی اللہ عنہ انصار صحابہ کرام کی جانی و مالی قربانیوں اور نصرت دین کا برملا اعلان ان الفاظ میں کرتے ہیں:(اما بعدأیھا الناس ،فلما آووا النبی ﷺ وأصحابہ ونصرواللہ ودینہ ،رمتھم العرب عن قوس واحدۃ وتحالفت علیھم الیھود وغزتھم الیھود والقبائل قبیلۃ قبیلۃ فتجردوا لنصرۃ دین اللہ) ''حمد وثنا کے بعد اے لوگو! جب انہوں (انصاریوں) نے نبی ﷺ اور آپ کے یارانِ وفا رضی اللہ عنہم کو جگہ دی، اللہ اور اس کے دین کی نصرت کی ،ستو عربوں نے انہیں ایک ہی کمان سے (متحد ومنظم ہوکر) تیر مارے، یہودیوں ودیگر قبائل نے ان کے خلاف متحد ہوکر محاذ آرائی کی تو وہ بھی اللہ کے دین کی نصرت پر کمر بستہ ہوگئے، یہودیوں اور عرب والوں کے ساتھ استوار رشتے اور تعلقات توڑ دیے، اہالیان نجد، مکہ، تہامہ، یمامہ اور دیگر لوگوں کی دشمنیاں مول لیں، دین کے نیزے کو سیدھا کیا جلاد کی ٹاٹ تلے صبر کا مظاہرہ کیا۔یہاں تک کہ تمام عرب آپ کے زیرنگین آگئے اور آپ نے وفات سے پہلے ان میں وفات کا ٹھنڈک پائی اب تم لوگ اس دور کے عربوں سے تعداد میں زیادہ ہو۔'' (الثقفی: الغارات ۴۷۹/۲)